محمد علاء الدین الحصکفی ابن الشیخ علی الحنفی متوفّٰی 1088ھ کی مشہور زمانہ کتاب درمختار سے رسم المفتی کا سہل انداز میں ترجمہ

رَسمُ المُفتی

دُرِّ مُختَار

محمد علاء الدین الحصکفی ابن الشیخ علی الحنفی متوفّٰی 1088ھ

ترجمہ تحقیق وترتیب

مولانا ابو نعمان مدنی

DAR-UL-RAZA

مکتبہ دار الرضا

WWW.DARULRAZA.COM

03006504263
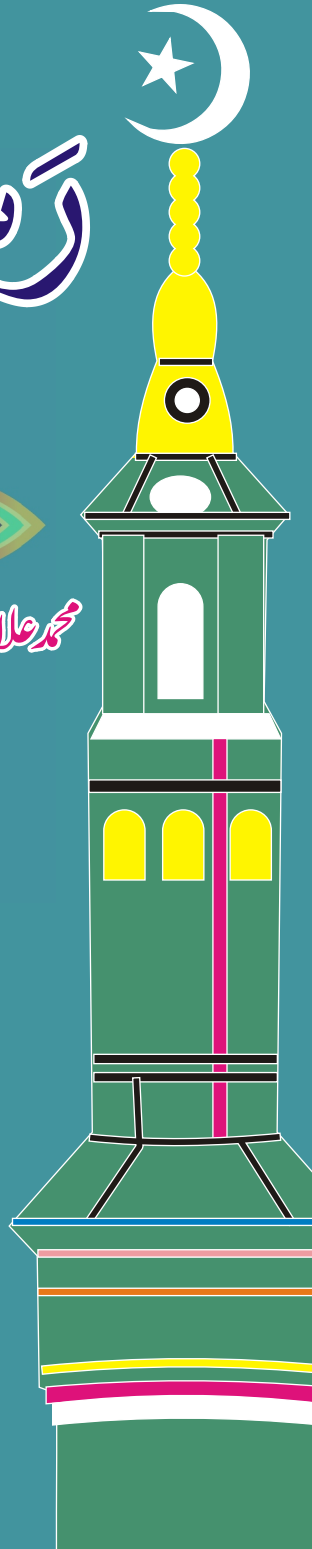
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

رَسْمُ الْمُفْتِی

لما قالو رَسْمُ الْمُفْتِی ان مَا اتَّفَقَ عَلَیْہِ أَصْحَابُنَا فِی الرِّوَایَاتِ الظَّاھِرَۃِ عنہ یُفْتٰی بِہٖ قَطْعًا وَاِخْتَلَفَ فِیْمَا اِخْتَلَفُوْ فِیْہِ وَالْاَصَحُّ کَمَا فِی السّرَاجیہ وغیرھا اَنّہٗ یفتی بقول: الامامِ عَلَی الْإِطْلَاقِ، ثُمَّ بِقَوْلِ الثَّانِی، ثُمَّ بِقَوْلِ الثَّالِثِ، ثُمَّ بِقَوْلِ زُفَرَ وَالْحَسَنِ بْنِ زِیَادٍ وَصَحَّحَ فِی الْحَاوِی الْقُدْسِیِّ قُوَّۃَ الْمُدْرَكِ

ترجمہ

جیسا کہ علما کرام فرماتے ہیں واضح رہے کہ فتوی ظاہری روایات میں اس قول پر یقینی طور پر دیا جائے جس پر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب متفق ہوں اور جس میں احناف کا اختلاف ہو، اس باب میں صحیح تر قول یہ ہے کہ مفتی مطلقا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتوی دیا جائے سراجیہ اور دوسری کتابوں میں یہی ہے، پھر یعنی جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ (کا قول نہ ہوتو) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر فتوی دیا جائے (اگر ان کا قول نہ ہو) تو پھر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر پھر امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر پھر حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر الحاوی القدسی

میں قوت دلیل کی تصیح کی ہے

وَفِي وَقْفِ الْبَحْرِ وَغَيْرِهِ :مَتَى كَانَ فِي الْمَسْأَلَةِ قَوْلَانِ مُصَحَّحَ انِ جَازَ الْقَضَاءُ وَالْإِفْتَاءُ بِأَحَدِهِمَا.

ترجمہ

اورالبحر الرائق کی کتاب الوقف وغیرہ میں ہے کہ جب ایک مسئلہ میں دوقولوں کی تصحیح واقع ہوئی ہوتو قاضی اور مفتی کوان دونوں میں سے کسی ایک پر فیصلہ اور فتوی دینا جائز ہے

وَفِي أَوَّلِ الْمُضْمَرَاتِ :أَمَّا الْعَلَامَاتُ لِلْإِفْتَاءِ فَقَوْلُهُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، وَبِهِ يُفْتَى، وَبِهِ نَأْخُذُ، وَعَلَيْهِ الِاعْتِمَادُ، وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْيَوْمِ وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْأُمَّةِ، وَهُوَ الصَّحِيحُ، أَوْ الْأَصَحُّ، أَوْ الْأَظْهَرُ، أَوْ الْأَشْبَهُ، أَوْ الْأَوْجَهُ، أَوْ الْمُخْتَارُ، وَنَحْوُهَا مِمَّا ذُكِرَ فِي حَاشِيَةِ الْبَزْدَوِيِّ انتهى

ترجمہ

مضمرات کے شروع میں ہے کہ فتوی دینے کی یہ علامتیں ہیں :۱علیہ الفتوی (اسی قول پر فتوی ہے) :۲ بہ یفتی (اسی قول کے ساتھ فتوی دیا گیا ہے) :۳ بہ ناخذ (ہم اس کو لیتے ہیں) :۴ علیہ الاعتماد (اسی قول پر اعتماد ہے) :۵ علیہ عمل الیوم (آج کل اسی پر عمل ہے) :۶ علیہ عمل الامۃ (اسی پر امت کا عمل ہے) :۷ ہوالصحیح (یہی قول صحیح ہے) :۸ ہوالاصح (یہی زیادہ درست ہے) :۹ ہوالاظہر (یہی ظاہر تر ہے) :۱۰ ہوالاشبہ (یہی حق کے زیادہ مطابق ہے) :۱۱ ہوالاوجہ (زیادہ موجہ یہی ہے) :۱۲ ہوالمختار (یہی زیادہ پسند کیا گیا ہے) اوراسی طرح کے دوسرے الفاظ جوحاشیہ بزدوی

میں ذکر کیے گیے ہیں اور یہ ہیں علیہ العمل الیوم (آجکل اسی پر عمل ہے) بہ جرفی العرف (عرف عام میں یہی رائج ہے ہوا المتعارف (یہی متعارف ہے) بہ اخذ علماء نا (ہمارے علماء نے اسی کو لیا ہے)

قَالَ شَيْخُنَا الرَّمْلِيُّ فِي فَتَاوِيهِ :وَبَعْضُ الْأَلْفَاظِ آكَدُ مِنْ بَعْضٍ، فَلَفْظُ الْفَتْوَى آكَدُ مِنْ لَفْظِ الصَّحِيحِ، وَالْأَصَحِّ وَالْأَشْبَهِ وَغَيْرِهَا، وَلَفْظُ وَبِهِ يُفْتَى آكَدُ مِنْ الْفَتْوَى عَلَيْهِ، وَالْأَصَحُّ آكَدُ مِنْ الصَّحِيحِ، وَالْأَحْوَطُ آكَدُ مِنْ الِاحْتِيَاطِ انْتَهَى.

ترجمہ

اورہمارے شیخ محترم خیر الدین رملی نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے کہ فتوی کے بعض الفاظ بعض سے زیادہ موکد ہوتے ہیں۔ جیسے "فتوی" کا لفظ صحیح "اصح" اور اشبہ وغیرہ الفاظ سے زیادہ موکد ہے (وغیرہ میں احوط اور اظہر وغیرہ الفاظ ہیں اور اسی طرح بہ یفتی کا لفظ الفتوی علیہ سے زیادہ موکد ہے اور الاصح کا لفظ الصحیح کے لفظ سے موکد تر ہے اور الاحوط کا لفظ الاحتیاط کے لفظ سے موکد ہے

قُلْت :لَكِنْ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ لِلْحَلَبِيِّ عِنْدَ قَوْلِهِ :وَلَا يَجُوزُ مَسُّ مُصْحَفٍ إلَّا بِغِلَافِهِ إذَا تَعَارَضَ إمَامَانِ مُعْتَبَرَانِ عَبَّرَ أَحَدُهُمَا بِالصَّحِيحِ وَالْآخَرُ بِالْأَصَحِّ، فَالْأَخْذُ بِالصَّحِيحِ أَوْلَى؛ لِأَنَّهُمَا اتَّفَقَا عَلَى أَنَّهُ صَحِيحٌ، وَالْأَخْذُ بِالْمُتَّفَقِ أَوْفَقُ فَلْيُحْفَظْ.

ترجمہ

لیکن میں کہتا ہوں کہ حلبی نے شرح منیہ میں جہاں ماتن منیہ کا قول لا یجوز مس المصحف الا بغلاف آیا ہے وہاں لکھا ہے کہ جب دو معتبر اماموں کا قول ایک دوسرے سے متعارض ہو ان میں سے ایک "صحیح" کے الفاظ سے تعبیر کرے اور دوسرا "اصح" کے لفظ سے تو اس وقت وہ جس نے "صحیح" کے لفظ کے ساتھ کہا ہے اسی کا اختیار کرنا بہتر ہے اس لیے کہ صحیح ہونے پر دونوں اماموں کا اتفاق ہوا اور (اصح میں اتفاق نہیں) ہے لہذا متفق علیہ پر ہی عمل کرنا احتیاط کا تقاضہ ہے اسے یاد رکھو

ثُمَّ رَأَيْت فِي رِسَالَةِ آدَابِ الْمُفْتِي :إذَا ذُيِّلَتْ رِوَايَةٌ فِي كِتَابٍ يُعْتَمَدُ بِالْأَصَحِّ أَوْ الْأَوْلَى، أَوْ الْأَوْفَقِ أَوْ نَحْوِهَا، فَلَهُ أَنْ يُفْتِيَ بِهَا وَبِمُخَالِفِهَا أَيْضًا أَيًّا شَاءَ

ترجمہ

پھر میں نے رسالہ آداب المفتی میں دیکھا کہ جب کسی مستند کتاب کی روایت کے بعد اصح یا اولی ہے یا اسی طرح کے الفاظ جیسے اوفق وغیرہ تو اس وقت مفتی کو اختیار ہے کہ اس روایت کے مطابق فتوٰی دے یا اس کے مخالف دوسری روایت کے مطابق دونوں میں سے جس کے مطابق چاہے فتوٰی دے سکتا ھے

،وَإِذَا ذُيِّلَتْ بِالصَّحِيحِ أَوْ الْمَأْخُوذِ بِهِ، أَوْ بِهِ يُفْتَى، أَوْ عَلَيْهِ الْفَتْوَى -لَمْ يُفْتِ بِمُخَالِفِهِ إلَّا إذَا كَانَ فِي الْهِدَايَةِ مَثَلًا هُوَ الصَّحِيحُ. وَفِي الْكَافِي بِمُخَالِفِهِ هُوَ الصَّحِيحُ فَيُخَيَّرُ فَيَخْتَارُ الْأَقْوَى عِنْدَهُ وَالْأَلْيَقَ وَالْأَصْلَحَ انتهى. فَلْيُحْفَظْ

ترجمہ

اورجب کسی روایت کے بعد" صحیح " یا" ماخوذ بہ" یا" بہ یفتی" یا" علیہ الفتوی" لکھا ہوا ہو تواس کے مخالف جوروایت اس کے مخالف ہواس پرفتویٰ نہ دے لیکن اگر ھدایہ کی روایت کے بعد جب ہوا لصحیح لکھا ھواور کافی نامی کتاب میں اسکے مخالف روایت ہے اور اس کے بعد بھی ہوا لصحیح لکھا ہوتو اس وقت مفتی کو اختیار ہے کہ جس روایت کو وہ اپنے نزدیک زیادہ مضبوط زیادہ مناسب اور زیادہ لائق سمجھے اسی کو لے پس چاہیے کہ اس کو یاد رکھیں (یعنی اختلاف کی صورت میں جوروایت ازروئے دلیل قوی ہواسے اختیار کرنا چاہیے۔)

وَحَاصِلُ مَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ قَاسِمٌ فِي تَصْحِيحِهِ :أَنَّهُ لَا فَرْقَ بَيْنَ الْمُفْتِي وَالْقَاضِي إِلَّا أَنَّ الْمُفْتِيَ مُخْبِرٌ عَنِ الْحُكْمِ وَالْقَاضِيَ مُلْزِمٌ بِهِ، وَأَنَّ الْحُكْمَ وَالْفُتْيَا بِالْقَوْلِ الْمَرْجُوحِ جَهْلٌ وَخَرْقٌ لِلْإِجْمَاعِ

ترجمہ

اورشیخ قاسم نے اپنی تصحیح میں ذکر کیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ مفتی اور قاضی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے ہاں ان دونوں میں جوفرق ہے وہ اس بات میں ہے کہ مفتی حکم شرعی کا بتادینے والا ہے(عمل کرنا نہ کرنا مستفتی کے اختیار میں ہے)اور قاضی اس حکم مذکور کو لازم کردینے والا ہے(کیوں کہ یہ صاحب اختیار ہے عمل نہ کرنے کی صورت میں قید کر سکتا ہے،تعزیر کرسکتا ہے اور حدود وقصاص کا اجرا بھی کرسکتا ہے کذافی الطحطاوی)اور قول مرجوح پر مفتی یا قاضی کا حکم دینا یا فتوی دینا جہالت ہے اور اجماع کا تباہ کرنا ہے

وَأَنَّ الْحُكْمَ الْمُلَفَّقَ بَاطِلٌ بِالْإِجْمَاعِ، وَأَنَّ الرُّجُوعَ عَنِ التَّقْلِيدِ بَعْدَ الْعَمَلِ بَاطِلٌ اتِّفَاقًا، وَهُوَ الْمُخْتَارُ فِي الْمَذْهَبِ،

ترجمہ

اور چند مذاہب سے ملا جلا حکم مرکب کرنا بلاتفاق باطل ہے ور عمل کر چکنے کے بعد تقلید سے پھرنا بلاتفاق باطل ہے مذہب میں یہی قول مختار ہے

مثال (جیسے سر کے مسح میں امام شافعی کے قول پر عمل کیا اور ایک بال کے مسح کو کافی سمجھا اور نماز پڑھنے چلا تو امام ابو حنیفہ کے مذاہب پر عمل کیا اور فاتحہ چھوڑ دی اسے اصطلاح میں تلفیق کہتے ہیں اس صورت میں اس کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ مذہب حنفی میں ایک بال کے مسح سے وضو درست نہیں ہوا اور امام شافعی کے نزدیک ترک فاتحہ سے نماز نہیں ہوئی)

وَأَنَّ الْخِلَافَ خَاصٌّ بِالْقَاضِي الْمُجْتَهِدِ، وَأَمَّا الْمُقَلِّدُ فَلَا يَنْفُذُ قَضَاؤُهُ، بِخِلَافِ مَذْهَبِهِ أَصْلًا كَمَا فِي الْقُنْيَةِ

ترجمہ

اور بلاشبہ خلاف مخصوص جو امام اعظم اور صاحبین کے درمیان ہے وہ اس قاضی کے ساتھ خاص ہے جو مجتھد ہو اور وہ قاضی جو مقلد ہے اسکا حکم اپنے مذہب کے خلاف قطعاً نافذ نہیں ہوتا ہے جیسا کہ قنیہ میں ہے

(یعنی قاضی، فیصلہ اپنے مذہب کے سوا دوسرے مسلک کے مطابق کرے تو اسکا یہ حکم نافذ ہوگا یا نہیں ہوگا، صاحبین کہتے ہیں کہ نافذ نہیں ہوگا اور امام صاحب کہتے ہیں کہ ایسا بھول

کر کرلیا ہے تو ہوگا ورنہ نہیں ہوگا)

قُلْت :وَلَا سِيَّمَا فِي زَمَانِنَا ،فَإِنَّ السُّلْطَانَ يَنُصُّ فِي مَنْشُورِهِ عَلَى نَهْيِهِ عَنْ الْقَضَاءِ بِالْأَقْوَالِ الضَّعِيفَةِ، فَكَيْفَ بِخِلَافِ مَذْهَبِهِ فَيَكُونُ مَعْزُولًا بِالنِّسْبَةِ لِغَيْرِ الْمُعْتَمَدِ مِنْ مَذْهَبِهِ، فَلَا يَنْفُذُ قَضَاؤُهُ فِيهِ وَيُنْقَضُ كَمَا بُسِطَ فِي قَضَاءِ الْفَتْحِ وَالْبَحْرِ وَالنَّهْرِ وَغَيْرِهَا ۔

ترجمہ

میں کہتا ہوں کہ خصوصیت کے ساتھ ہمارے اس زمانے میں نافذ نہیں ہوگا اس لئے کہ بادشاہ وقت اپنے حکم میں صراحت کرتا ہے کہ اقوال ضعفہ کے ساتھ فیصلہ نہ کیا جائے ، اس کے باوجود اپنے مذہب کے خلاف حکم کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے کیونکہ اپنے مذہب کے غیر معتمد قول کی بنیاد پر وہ معزول قرار پائیگا لہذا اپنے کے خلاف اسکا فیصلہ نافذ نہ ہوگا اور وہ فیصلہ توڑا جائیگا جیسا کہ فتح القدیر ، البحر االرائق اور النہر الفائق کی کتاب القضا میں شرح وبسط کے ساتھ مذکور ہے

قَالَ فِي الْبُرْهَانِ :وَهَذَا صَرِيحُ الْحَقِّ الَّذِي يُعَضُّ عَلَيْهِ بِالنَّوَاجِذِ، نَعَمْ أَمْرُ الْأَمِيرِ مَتَى صَادَفَ فَصْلًا مُجْتَهَدًا فِيهِ نَفَذَ أَمْرُهُ، كَمَا فِي سِيَرِ التَّتَارْخَانِيَّةِ وَشَرْحِ السِّيَرِ الْكَبِيرِ فَلْيُحْفَظْ

ترجمہ

کہ یہ قول حق اور صریح ہے اسے مضبوطی سے تھامنا چاہیے ۔ ہاں جب حاکم کا حکم ایسی صورت میں ہو کہ اس میں اجتہاد کے گنجائش ہے تو اس میں اسکا حکم نافذ ہوگا جیسا کہ تاتار

خانیہ کی کتاب السیر اور سیر الکبیر کی شرح میں مز کور ہے، لہزا اسکو بھی یاد رکھنا چاہے (یعنی اس میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب امیر لشکر کسی چیز کا حکم دیگا لشکر کا فرض ہوگا کہ وہ اسکی اطاعت کرے سوائے اس صورت کے کہ ما مور بہ یقینی طور پر کار معصیت ہو)

وَقَدْ ذَكَرُوا أَنَّ الْمُجْتَهِدَ الْمُطْلَقَ قَدْ فُقِدَ

ترجمہ

علماء نے ذکر کیا ہے کہ مجتہد مطلق (جو اصول وقواعد میں کسی دوسرے مجتہد کا پیرو نہ ہو مفقود ہو چکا ہے) اب ایسا کوی مجتہد باقی نہ رہا

الْمُقَيَّدُ فَعَلَى سَبْعِ مَرَاتِبَ مَشْهُورَةٍ. وَأَمَّا نَحْنُ فَعَلَيْنَا اتِّبَاعُ مَا رَجَّحُوهُ وَمَا صَحَّحُوهُ كَمَا لَوْ أَفْتَوْا فِي حَيَاتِهِمْ

ترجمہ

رہا مجتہد مقید تو ان کے سات مشہور مراتب ہیں اور ہم لوگوں پر اس قول کی پیروی ضروری ہے جس کو علماء مرجحین اور مصححین نے ترجیح دی ہے اور تصحیح کی ہے جیسا کہ وہ اپنی زندگی میں فتویٰ دیتے اور ہم موجود ہوتے (یعنی وہ زندہ ہوتے اور فتویٰ دیتے جس طرح اس وقت ہم پر ان کی پیروی لازم ہوتی اسی طرح اب بھی لازم ہے جب وہ ہم میں موجود نہیں)

.فَإِنْ قُلْتَ :قَدْ يَحْكُونَ أَقْوَالًا بِلَا تَرْجِيحٍ، وَقَدْ يَخْتَلِفُونَ فِي الصَّحِيحِ.
قُلْتُ :يُعْمَلُ بِمِثْلِ مَا عَمِلُوا مِنْ اعْتِبَارِ تَغَيُّرِ الْعُرْفِ وَأَحْوَالِ النَّاسِ، وَمَا هُوَ الْأَوْفَقُ وَمَا ظَهَرَ عَلَيْهِ التَّعَامُلُ وَمَا قَوِيَ وَجْهُهُ، وَلَا يَخْلُو

الْوُجُودُ عَمَّنْ يُمَيِّزُ هٰذَا حَقِيقَةً لَا ظَنًّا، وَعَلَى مَنْ لَمْ يُمَيِّزْ أَنْ يَرْجِعَ لِمَنْ يُمَيِّزُ لِبَرَاءَةِ ذِمَّتِهِ،

ترجمہ

لیکن اگر تم کہو کہ کبھی یہ حضرات فقہاء کچھ اقوال بلا ترجیح بھی بیان کر دیتے ہیں اور کبھی تصحیح میں اختلاف بھی کرتے ہیں تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے گا؟ تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ صورت مذکورہ میں اسی طرح عمل کرو جس طرح علماء سابقین نے عمل کیا یعنی عرف زمانہ اور لوگوں کے حالات بدل جانے کا اعتبار کرنا ہوگا اور اسی طرح اس قول کا بھی اعتبار کرنا ہوگا جو لوگوں کے لیے آسان تر ہو — جس پر لوگوں کا عمل جاری ہو اور جس کی دلیل مضبوط ہو — اور زمانہ اس شخص سے کبھی خالی نہ ہوگا جو حقیقتاً تغیر زمانہ اور عرف وغیرہ کی تبدیلی میں تمیز نہ کر سکے اور وہ شخص جس کو اسکی تمیز حاصل نہ ہو اس پر لازم ہے کہ اہل تمیز کی طرف رجوع کرے تا کہ وہ بری الزمہ قرار پائے

فَنَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالَى التَّوْفِيقَ وَالْقَبُولَ، بِجَاهِ الرَّسُولِ، كَيْفَ لَا وَقَدْ يَسَّرَ اللّٰهُ تَعَالَى ابْتِدَاءَ تَبْيِيضِهِ فِي الرَّوْضَةِ الْمَحْرُوسَةِ، وَالْبُقْعَةِ الْمَأْنُوسَةِ، تُجَاهَ وَجْهِ صَاحِبِ الرِّسَالَةِ، وَحَائِزِ الْكَمَالِ وَالْبَسَالَةِ، وَضَجِيعَيْهِ الْجَلِيلَيْنِ الضِّرْغَامَيْنِ الْكَامِلَيْنِ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - وَعَنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ أَجْمَعِينَ، وَوَالِدِينَا وَمُقَلِّدِيهِمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، ثُمَّ تُجَاهَ الْكَعْبَةِ الشَّرِيفَةِ تَحْتَ الْمِيزَابِ، وَفِي الْحَطِيمِ وَالْمَقَامِ، وَاللّٰهُ الْمُيَسِّرُ لِلتَّمَامِ

ترجمہ

ہم اللہ عزوجل سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے توفیق اور قبول کا سوال کرتے ہیں ہم کیسے اس سے قبولیت کا سوال نہ کریں جب کہ اللہ عزوجل نے روضہ انور بقعہ مانوسہ میں بیٹھ کر خود پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو جو جامع کمالات و شجاعت ہیں اور آپ کے جلیل القدر دو شیر کامل الوجود کے سامنے مسودہ کو صاف کرنا (لکھنا) سہل فرما دیا اللہ تعالیٰ ان دونوں جلیل القدر اور دوسرے تمام صحابہ کرام سے اور ہمارے باپ دادا اور ان اصحاب کے نیک پروی کرنے والوں سے تا قیامت راضی اور خوش رہے پھر دوبارہ کرنے کی ابتداء کعبہ شریف کے سامنے میزاب رحمت کے نیچے حطیم اور مقام ابراھیم میں ہوئی اور اللہ ہی کتاب کے پورا ہونے کو آسان کرنے والا ہے

ابونعمان مدنی

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ